

Tauseeq, Volume. 1, Issue. 1

ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X

DOI: <https://doi.org/10.37605/tauseeq.v1i1.6>

Received: 02-04-2020

Accepted: 06-04-2020

Published: 30-06-2020

”الف لیلہ“ از رتن ناتھ سرشار کا ادبی جائزہ

(Literary analysis of “One Thousand Nights” by Ratan Nath Sarshar)

نورین صادق*

قدسیہ صادق*

صائمہ اقبال*

Abstract

One Thousand and One Nights is a collection of folk tales compiled in Arabic language in Islamic golden age. Ratan Nath Sarshar (1846-1903) was an Urdu novelist, from British India who did the Urdu translation of One Thousand and One Nights from English version. This Urdu translation known as Alif Laila was influenced by Muslim civilization and culture of the subcontinent. Literary analysis explores writer’s perspective through the critical evaluation of the work. It is accomplished by examining the elements such as character, setting, tone, imagery and use of literary devices which are metaphor, similes and allusions, etc. Alif Laila’s literary analysis examines all the measures of these tales with the specific focus on literary features such as character, setting, tone, imagery, use of literary devices, humor and supernatural elements.

Keywords: Characters, Literary Analysis, Themes, Similes, Metaphor, Allusiveness, Supernaturalism, Humor

پنڈٹ رتن ناتھ سرشار کی تصانیف کا موضوع لکھنؤ تھا۔ انہوں نے اپنی تحریروں میں لکھنؤ کی تہذیب کے زوال کی تصویر کافی اچھے طریقے سے پیش کی ہے۔ سرشار کی تاریخ ولادت کے بارے میں یقینی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے البتہ یہ بات طے ہے کہ لکھنؤ میں امجد علی شاہ کے عہد میں پیدا ہوئے اس حوالے سے پنڈت برج نرا منچکبست سرشار پر لکھے ایک مضمون میں یوں رقم طراز ہیں:

”اندازا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت سرشار لکھنؤ میں پیدا ہوئے تو محمد علی شاہ کا آخری عہد تھا۔“ (1)

* ایم فل اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

* بی۔ اے (آنر) انگلش لٹریچر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

* لیکچرار، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

داستان کے مختلف لغوی اور اصطلاحی مفہوم ہیں جن سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ انور جمال داستان کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کی

بابت لکھتے ہیں:

"الف لیلہ" کہانیوں کی مشہور کتاب ہے جیسے آٹھویں صدی عیسوی میں عرب ادبا نے تحریر کیا۔ سرشار نے "الف لیلہ" کا ترجمہ ۱۸۹۹ء میں کیا۔ "الفلیہ" کا یہ اردو ترجمہ لین کے ترجمے (The Arabian Night's Entertainment) پر مبنی ہے۔ داستان "الفلیہ" کے قصوں کا ادبی جائزہ لیا جائے تو اس میں دو دنیاؤں کی کہانیاں ہیں ایک تو ہماری جانی پہچانی دنیا اور دوسری مافوق الفطرت دنیا۔ اس حوالے سے کلیم الدین لکھتے ہیں:

"ان دونوں کے درمیان ایک کشادہ شاہراہ ہے جس پر آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے یا یوں کہیے کہ دونوں دنیاؤں کی حدود

محدود ہیں یا ان کے دائرے ایک دوسرے کو بے شمار نقطوں پر چھوتے ہیں۔" (3)

داستان کا آغاز "تذکرہ سلطان شہریار" کے قصے سے ہوتا ہے "الف لیلہ" کے تمام قصے ایسے ہیں جن میں حسن کاری سے کام لیا گیا ہے اس میں مختلف قصوں کے لئے ایک مرکزی فریم ورک (Frame work) ہے جس کے کردار شہریار، شہر زاد، اور دنیا زاد ہیں یہ فریم ورک صرف آسان تکنیک نہیں ہے بلکہ قصوں کی معنی خیزی بڑھانے اور دلچسپی پیدا کرنے میں اہم ہیں بقول ڈاکٹر کلیم الدین:

"الف لیلہ میں جہاں تک فریم ورک (Frame work) کا تعلق ہے، متحرک نہیں ساکن ہے بہر کیف مصنف ان قصوں

میں اپنے طور پر انفرادی فریم ورک بناتا ہے جو دلچسپی کا حامل ہے۔" (4)

داستانوں میں مافوق الفطرت زندگی عام ملتی ہے داستان کے عجیب و غریب زمان و مکاں اور مجر العقول واقعات کی رنگارنگی کرداروں کی مہون منت ہوتی ہے داستان میں ان کرداروں کی ضرورت و افادیت کا اندازہ "الف لیلہ" کے قصوں میں موجود مافوق الفطرت کرداروں سے لگایا جاسکتا ہے اس حوالے سے ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

"اگرچہ مافوق الفطرت کے بغیر داستان لکھی جاسکتی ہے لیکن اردو کی کوئی داستان اس سے آزاد ہونے کا دعویٰ نہیں کر

سکتی۔" (5)

"الف لیلہ" کے قصوں میں مافوق الفطرت کردار پائے جاتے ہیں اور یہ کردار اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ یہ کردار انسانوں کو مسحور کرتے ہیں اور ان کی مدد بھی کرتے ہیں۔ قصہ "ماہی گیر اور دیو" میں جن ماہی گیر کی مدد کرتا ہے۔

"جن ملاح کے ساتھ ایک کوہ فلک شکوہ پر گیا جس کے چو طرفہ سلسلہ کہسار تھا۔ بیچوں بیچ میں چشمہ سار لطافت بار تھا۔

اے مرد خوش تقدیر! اس جھیل میں جال ڈال تو گوہر مراد ہاتھ آئے گا۔ سونے کی دیواریں اٹھائے گا۔ ملاح نے بسم اللہ

کہہ کر جال ڈالا اور نکالا تو جال مختلف قسم کی مچھلیوں سے بھر گیا۔" (6)

ان قصوں میں فوق الفطرت کو انسانی آرزوؤں کی تکمیل کا آلہ بنایا گیا۔ ان قصوں میں مصنف نے تصور کیا ہے کہ اگر کسی انسان کو ایسے وسیلے

ایسی قوت دی جائے جس سے ہر اچھی اور بری خواہشیں پوری ہو سکتی ہے تو وہ کیا خواہش کرے گا اور اس کی زندگی کیسی ہو جائے گی۔ اس مقصد کیلئے

اسے ایک چیز دے دی جاتی ہے جس کے ذریعے جن اس کے تابع ہوتا ہے جیسے معروف موچی کی انگوٹھی، اور جو در کی مہر جس کے ذریعے وہ جن کو

حاضر کرتے ہیں اور اپنی خواہشات پوری کرتے ہیں۔

”جو در عبد الصمد سے رخصت ہو اور مہر کو رگڑا اور ایک غلام نے حاضر ہو کر کہا، ارشاد، کہا مجھے آج شہر قاہرہ پہنچاؤ اور یہ حکم بجلاؤ جن نے فوراً اس کو سوار کیا اور چلا دن بھر میں قاہرہ پہنچ گیا۔“ (7)

”الف لیلہ“ کے قصوں میں طنز و مزاح بھی ملتا ہے اس حوالے سے تین کہانیاں خالص مزاحیہ ہیں ”حجام و قزاق“ میں بلبک کبڑا ”کا قصہ نہایت ہی دلچسپ اور مزاحیہ ہے۔ اس قصے میں بلبک کبڑے کو ایک عورت بے وقوف بناتی ہے اور مفت میں سلوائی کروائی ہے۔ وہ بلبک کبڑے کی طرف مسکرا کر دیکھتی ہے کہ وہ بے چارہ اس پر عاشق ہو جاتا ہے اور وہ ہنس ہنس کر تمام قصہ اپنے شوہر کو سناتی ہے اور کہتی ہے۔

چھو ندر کے سر میں چنبیلی کا تیل
عجیب تیری قدرت عجیب ترا کھیل (8)

ان قصوں کے علاوہ ابوالحسن سوتے جاگتے کی کہانی، اُلکوز کا حیرت خیز قصہ، خالص مزاحیہ انداز میں ہیں۔ ان قصوں میں موجود سلاطین شہزادے اور ان محلات اور عالیشان درباروں کے کردار سرشار نے بیان کیے ہیں وہیں سرشار نے نائی، موچی، درزی، مچھیرے جیسے کرداروں سے بھی خوب انصاف کیا ہے۔ ”الف لیلہ“ کے قصوں میں موجود مردانہ کردار فن حرب اور جنگی حکمت عملی کے حوالے سے زیادہ رہنما مقام رکھتے ہیں۔ ان کرداروں کا مزاج رومانوی ہونے کے ساتھ ساتھ زیادہ شجاعانہ ہے۔ انہیں مہمات سر کرنے کا خاص کمال حاصل ہے جیسا کہ ”سندباد“ کے قصے میں سندباد سات سفر کرتا ہے۔ ہر سفر مہم جوئی سے بھرا ہوا ہے۔ ”الف لیلہ“ کے قصوں میں مردانہ کرداروں نے حوالے سے انتظار حسین لکھتے ہیں:

”بغداد اور دمشق کے آسودہ حال شہروں میں کسی موڑ پر اس قسم کے کانے قلندر سے کسی مفلوک المال مزدور سے ڈبھیڑ ہو سکتی ہے ذرا کریدیں ان کی آپ بیتی سنئے تو پتہ چلے گا کہ کسی زمانہ میں وہ خوب روئے تھے مگر جو ان مردی کی بڑی کوئی غلط قدم اٹھایا اور اب فقیر، موچی یا درزی بنے بیٹھے ہیں۔“ (9)

اردو داستان ”الف لیلہ“ کے نسوانی مرکزی کردار اپنی ایک خوبی میں اشتراک کے حامل ہیں تمام مرکزی نسوانی کردار میں حسن مشترک کہ وصف ہے۔ ان نسوانی کرداروں کو مثالی یا ناپ کردار کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ تمام نسوانی کرداروں میں خوبصورتی کی صفت موجود ہے۔ جیسا کہ ”عجیب سوداگر“ کی داستان میں بدر الدین سے ایک عورت ملنے آتی ہے۔ اس کے حسن کو اس طرح بیان کیا گیا:

”ایک حور شمال پری جمال، زن مہ جبین، ناز آفرین، انا البرق۔۔۔ برقع رخ النور سے اٹھایا تو میں سمجھا کہ آفتاب جہاں تاب ابر مشکبار سے نکل آیا۔“ (10)

الف لیلہ کا سب سے اہم نسوانی کردار شہر زاد کا ہے۔ جو بادشاہ شہریار کو ہزار راتوں تک قصے سنا کر اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچاتی ہے۔ شہر زاد بہت عقل مند اور علم و فضل میں ماہر ہے کہانی کے آغاز میں شہر زاد کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے:

”وزیر کی دو بیٹیاں تھیں، بڑی کا نام شہر زاد اور چھوٹی کا نام دنیا زاد۔ بڑی وزیر زادی علم و فضل میں طاق، فن تاریخ میں شہرہ آفاق سلاطین زیان پستان کی سوانح عمری اور حالات، تاریخچی یاد پڑھی لکھی ہر فن میں استاد بڑی ذی فہم و ذکی، صاحب سلیقہ و شعور تھی۔“ (11)

شہر زاد کی قصہ گوئی کی صلاحیت بھی لاثانی ہے۔ جو ایک ہزار راتوں تک بادشاہ شہریار کا تجسس برقرار رکھتی ہے۔ جیسا کہ مغربی نقاد ولیمسڈنی پورٹر شہر زاد کے قصہ گوئی کے فن کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"Schehrazade's involuted storytelling as no mere narrative thread. It is synonymous with the very magic that permeates the whole work. As magic transform the commonplace into lovely and majestic norms, her imaginations recreate enchanting narratives from familiar themes, there by engaging the sultan's attention and simultaneously transforming him into perceptive admirer of literature."-(12)

شہر زاد "الف لیلہ" کے بنیادی پلاٹ کا اہم کردار ہے۔ شہر زاد اپنی کہانیوں میں ہر قسم کی عورت پیش کرتی ہے۔ عورتیں بے وفا بھی ہیں اور وفا کا پیکر بھی ہیں۔ بہت سی کہانیوں جیسا کہ طوطا اور سوداگر، ماہی گیر اور بادشاہ وغیرہ میں بے وفا عورتوں کو دکھایا گیا ہے۔ جو غیر مردوں کے ساتھ تعلق استوار کرتی ہیں۔ "الف لیلہ" میں وفا شعار عورتوں کی بھی کمی نہیں۔ جیسا کہ پری چہرہ نعیمہ میں نعیمہ اپنے شوہر نعمت اللہ کی جدائی میں بیمار ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے اقتباس ملاحظہ ہو:

"بے چاری اپنے شوہر کی مفارقت سے جان بلب اور صید رنج و تعب تھی۔ دوسری شب کو اس صدمہ جان گزار سے بخار آگیا اور کھانا پینا چھوٹا، انتہائی نقیہ ہو گیا۔ وہ جو ادا اور دلربائی اور رعنائی تھی، سب جاتی رہی۔" (13)

ہزار داستان جو کہ الف لیلہ کا فصیح و بلیغ ترجمہ ہے تشبیہات سے مزین اور رونق افروز ہے۔ دو چیزوں کے درمیان مماثلت یا مشابہت کو تلاش کرنے کے بعد لفظوں میں بیان کرنا، تشبیہ کہلاتا ہے۔ تشبیہات کا استعمال الف لیلہ کی ان کہانیوں میں حسن، معنی آفرینی اور اختصار و جامعیت پیدا کرتا ہے۔ "تذکرہ سلطان شہریار" میں بادشاہ شہریار کے گھوڑے، جو اُس نے اپنے بھائی شاہ زماں کو اپنے پاس بلاوانے کے لیے مقرر کئے ہیں، کو بیان کرنے کے لئے تشبیہات کا استعمال کیا گیا ہے۔ ان گھوڑوں کے لئے ہوا کی تشبیہ استعمال کی گئی ہے۔

"ترکی گھوڑے صر صر تک چلنے میں ہوا سے تیز بمعہ شرق چشمک برق۔ وہ پنجپنیں اس طرح اک جست میں مشرق سے مغرب تک کہ جیسے آہ عاشق ہو رسا تا چرخ رنگاری۔" (14)

شہریار کی منکوحہ بیوی جس کو شہریار نے حبشی سے تعلقات کی وجہ سے قتل کروا دیتا ہے۔ اس عورت کے حُسن کو بیان کرنے کے لیے چاند کی تشبیہ استعمال کی گئی ہے۔

"مکھڑا جیسے چودھویں کا چاند بلکہ چاند بھی اس کے مقابل میں مانند زلف چلیپا۔" (15)

شہریار کے غصے کو بیان کرنے کیلئے بیر بہوٹی کی تشبیہ استعمال کی گئی ہے۔ بیر بہوٹی ایک سرخ رنگ کا کیرٹا ہے۔ اپنی بیوی کی بدکاری کا قصہ سننے کے بعد شہریار کا چہرہ غصے کی شدت سے بیر بہوٹی کی طرح لال ہو جاتا ہے۔

"شہریار کا چہرہ مارے غصے کے بیر بہوٹی کی طرح لال ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے عجب حال ہو گیا۔" (16)

استعارہ معمولی پیرایہ اظہار اور تشبیہ سے مختلف ہے۔ ایک شخص نہایت دلیر، بہادر اور نڈھے۔ ان خصوصیات کا معمولی طریقہ ادائے یا پیرایہ اظہار اس طرح ہو گا کہ "فلاں شخص نہایت بہادر اور دلیر ہے۔ تشبیہ کے لئے اس کا اظہار اس طرح ہو گا کہ "فلاں شخص شیر کی طرح نڈر اور بہادر ہے۔"

تذکرہ سلطان شہریار میں شہریار کی زوجہ منکوحہ اور کیزیں حبشی غلاموں کے ساتھ ہم آغوش ہیں۔ شہریار کا بھائی شاہ زمان یہ منظر دیکھ لیتا ہے اور حبشی کے کالے رنگ پر زور دینے کے لئے اُلٹے توئے کا استعارہ استعمال کرتا ہے۔

"یہ شہزادی پر کالہ آتش قیامت کبریا سے دوش بدوش اور اس اُلٹے توئے سے ہم آغوش!" (17)

شہزاد اپنی قصہ خوانی کی صلاحیت کی وجہ سے بادشاہ کو محور کھتی ہے اور موت کی سزا سے بچ جاتی ہے۔ ساتویں رات کو وہ کہانی کا آغاز کرتی ہے یہاں پر بادشاہ، شہزاد اور اُس کی بہن دنیا زاد کو بیان کرنے کے لئے استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔

"ساتویں سب کو شہزاد ریشک گل رخاں نوشاد نے اپنی چھوٹی بہن غنچہ دہن گل بدن کے اصرار پر بادشاہ فلک بار گاہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔" (18)

ان جملوں میں شہزاد کے لئے گل رخاں اور اُس بہن کے لئے غنچہ دہن گل بدن اور بادشاہ کے لئے فلک کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔

جمال اور تین حسینائیں کی کہانی میں جمال جو کہ ایک مزدور تھا۔ تین حسیناؤں سے اپنی ملاقات کی روداد سناتا ہے۔ ایک روز وہ بازار میں بیٹھا ہوا ہے ایک خوب صورت عورت وہاں آتی ہے۔

"ایک روز اپنا ٹوکرا لئے بازار میں حسب معمول بیٹھا تھا کہ ایک زن مہ پارہ ریشک بتان آذری یا قوت لب سیم غضب نسترن بنا گوش برقع پوس پوش، اٹھلاتی اور بوٹی بوٹی پھڑکاتی قریب آئی۔" (19)

اس عورت کی خوب صورتی کو بیان کرنے کے لیے مہ پارہ یعنی چاند کا ٹکر اور بتان آذری کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ بتان آذری کا مطلب ہے آذر جو کہ ایک تب ماہریت تراش۔ اس عورت کے ہونٹوں کے لئے یا قوت کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ یا قوت ایک قیمتی اور شفاف پتھر ہے جو اکثر سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ اس عورت کے کانوں کی لو کو بیان کرنے کے لئے نسترن کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ نسترن ایک خوشبودار سفید گلاب ہے

علم بیان کی رو سے کنایہ وہ کلمہ ہے جس کے معنی پوشیدہ اور چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ "الغلیہ" کی داستانوں میں کنایہ کا استعمال اس میں خوبصورتی اور گہرائی پیدا کرتا ہے جو کہ قاری کی توجہ مذکور کرنے اور دلچسپی بڑھانے کا اہم ذریعہ ہے "تذکرہ سلطان شہریار" کی کہانی میں بادشاہ شہریار کا بھائی شاہ زمان اپنے بھائی شہریار سے ملنے کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ شاہ زمان اپنی بیوی سے بہت پیار کرتا ہے غم مفارقت اس کے دل کو بے قرار کر دیتا ہے۔ اس غم مفارقت کی طرف کنایہ کے استعمال سے اشارہ کیا گیا ہے۔

"گو آتش فراق نے دل و جگر کو کباب کیا۔ مگر بھائی کے اشتیاق ملاقات میں شہر سے باہر نکل کر پاتراب کیا۔" (20)

غم کی آگ نے شاہ زمان کے دل و جگر کو کباب کر دیا ہے۔ یہ کنایہ شاہ زمان شدت غم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ شاہ زمان کے لئے اپنی بیوی کو چھوڑ کر جانا بہت زیادہ تکلیف دہ ہے۔

بادشاہ شہریار کی بیوی کی بدکاری اور بد اعمالی کے لئے 'منہ کالا کرنا' کا کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔

"یہ کھلے بندوں راز کو طشت از بام کرتی تھی۔ اس کی رات کے وقت تو اندھیرے میں چار کو سلا لیا اس نے دن دو پہر روز روشن منہ کالا کیا۔" (21)

'منہ کالا کیا' شاہ زمان کی بھانج کی بدنامی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

"طوطا اور سوداگر" کی کہانی میں "شیشہ عصمت سنگ بے آبروئی سے چکنا چور" کا کنایہ استعمال ہو گا۔

"ایک مرتبہ اس تاجر ذی وقار ملک التجار کو کسی غرض خاص سے باہر جانے کی ضرورت اشد ہوئی تو سوچا کہ اگر میری غیر حاضری میں بیوی کی نیت بد ہوئی تو شیشہ عصمت سنگ بے آبروئی سے چکنا چور ہو گا۔" (22)

کنایہ کے ذریعے الفاظ کے پوشیدہ، مجازی روز مبہم معنی کہانی میں قاری کے تجسس کو بڑھاتے ہیں۔ کلام میں کسی بھی ایسے لفظ اور مرکب کا استعمال جو کسی تاریخی، معاشرتی اور مذہبی واقعے اور قصے کی طرف اشارہ کرے تلمیح کہلاتا ہے تذکرہ سلطان شہریار میں وزیر کی علم و حکمت اور عقلمندی کے لئے اسطو، لقمان اور بقراط کی تلمیحات کا استعمال کیا گیا ہے۔

"بھائی کو دیکھنے کا شوق جو گدایا تو ایک روز وزیر اسطو تدبیر کو حضور میں طلب فرمایا اور راز دل کہہ سنایا وزیر لقمان حکمت بقراط فطرت نے بعد غور کامل بعد ادب بحضور سلطان عرض کی کہ اتنی بڑی سلطنت رفیعہ و مملکت کا چھوڑ جانا عقل دور بین کے خلاف ہے۔" (23)

اسطو تدبیر، لقمان حکمت اور بقراط فطرت تلمیحات ہیں۔ اسطو یونان کا مشہور و ممتاز فلسفی، مفکر اور ماہر منطق یعنی علمی بحث و مباحثہ اور دلیل بازی میں ماہر تھا۔ حکیم لقمان کو اللہ تعالیٰ نے خود حکمت جیسی خوبی عطا فرمائی تھی۔ قرآن پاک میں سورۃ لقمان میں بھی ان کا تذکرہ ہے۔ بقراط و ذہانت اور عقل و دانش میں سبھی حکماء سے برتری حاصل تھی۔ بقراط کو بابائے طب کا درجہ بھی حاصل ہے۔

"ماہی گیر اور دیو" کی کہانی میں ماہی گیر جو تھی بار سمندر میں جال ڈال کر کچھ دیر کے لئے منتظر رہا کہ کوئی شکار ہاتھ آئے۔ لیکن کچھ دیر بعد ایک پیتل کی بوتل اُس کے ساتھ لگ جاتی ہے جس پر سلیمان ابن داؤد کی مہر لگی ہوتی ہے۔

"لا حول ولا قوۃ" کہہ کر کپڑے اتارے اور پانی میں گیا۔ اسے باہر لایا۔ دیکھا پیتل کی بوتل جال میں پھنس آئی ہے۔ اس کا منہ سیسے سے بند کیا ہوا تھا اندر کچھ بھرا ہوا تھا اور حضرت سلیمان ابن داؤد کی مہر لگی ہوئی تھی۔" (24)

ان جملوں میں "لا حول ولا قوۃ" اور حضرت سلیمان ابن داؤد کی تلمیحات استعمال کی گئی ہے۔ "لا حول ولا قوۃ" عربی کلمات ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ بڑے بابرکت کلمات ہیں۔ یہ کلمات شیطان اور تمام بلاؤں سے بچنے کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔ حضرت سلیمان حضرت داؤد کے بیٹے اور اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے معجزات عطا کیے تھے آپ ہر قسم کے جانوروں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔ آپ کو ہوا پر قابو حاصل تھا۔ آپ کا تخت ہوا میں اڑا کرتا تھا۔ حضرت سلیمان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ کی حکومت صرف انسانوں پر ہی نہ تھی بلکہ جن بھی آپ کے تابع تھے۔

سرشار نے الفلیلہ کی داستانوں کو اردو زبان اور اس کے بولنے والوں کی معاشرتی زندگی اور رہنمائی کے انداز میں مکمل طور پر ڈھال کر پیش کیا ہے۔ اگرچہ داستانیں مافوق الفطرت، طلسم اور ہوشیاری کے باعث ہی وجہ شہرت رکھتی ہیں لیکن سرشار نے مافوق الفطرت عناصر، طلسم اور جادوگری کے ساتھ ساتھ ہندوستانی ماحول اور معاشرہ کی ترجمانی اور عکاسی حقیقت کے قریب کر کے دنیائے اردو ادب کو حیران کر دیا ہے۔ سرشار نے اپنی زبان دانی اور فنکاری کو ظاہر کرنے کے لیے عمدہ اور مشکل زبان، نئے نئے الفاظ، فارسی اور عربی کی تلمیحات، استعارے، تشبیہات، علامات، دلفریب محاورے، ضرب الامثال اور فصیح و بلیغ جملوں کا استعمال کیا ہے۔ سرشار نے الف لیلہ میں لفظوں کا ایسا جادو جگایا ہے کہ قاری پر ذرہ برابر آکٹھٹ کا احساس نہیں ہوتا۔ الف لیلہ کا لسانی و ادبی جائزہ یہ ثابت کرتا ہے کہ سرشار نے اپنے فن کے ذریعے اردو ادب کو زبان دی، نئے نئے الفاظ محاورے اور بندشیں متعارف کروائیں اور ان سے کرداروں، تمثال نگاری اور پلاٹ کو اچھوتے اور دلفریب انداز میں بیان کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے سرشار اپنے فن میں طاق اور ماہر تھے انہوں نے الف لیلہ کے قصوں کو ایک لاجواب اور لاثانی انداز بخشا۔

حوالہ جات

- 1- احرار نقوی، ڈاکٹر، پنڈت رتن ناتھ سرشار بحیثیت ناول نگار، طیب اقبال پرنٹرز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۵۱
- 2- انور جمال، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء، ص ۵۳، ۵۴
- 3- احرار نقوی، ڈاکٹر، پنڈت رتن ناتھ سرشار بحیثیت ناول نگار، طیب اقبال پرنٹرز، لاہور، ص ۲۸۳
- 4- کلیم الدین، فن داستان گوئی سرفراز قومی پریس، لکھنؤ، ۱۹۷۲ء، ص ۱۵۲
- 5- ایضاً، ص ۱۲۹
- 6- گیان چند جین، ڈاکٹر، اردو کی نثری داستانیں، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، ۲۰۱۳ء، ص ۱۸
- 7- رتن ناتھ سرشار، ہزار داستان الف لیلہ کا فصیح و بلیغ اردو ترجمہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۶۸
- 8- ایضاً، ص ۲۵۸
- 9- انتظار حسن، گنی جٹی تحریریں، مرتبہ: آصف فرخی، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۵۸۹
- 10- رتن ناتھ سرشار، ہزار داستان الف لیلہ کا فصیح و بلیغ اردو ترجمہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۲۱۷
- 11- ایضاً، ص:
- 12- محسن جاسعلی، دیبرین نائٹ ریڈر ڈیوٹو انٹرنیشنل نیورسٹریٹس، امریکہ، ۲۰۰۶ء، ص ۲۱
- 13- رتن ناتھ سرشار، ہزار داستان الف لیلہ کا فصیح و بلیغ اردو ترجمہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۴۱۷
- 14- اسرار احمد، غالب کی شاعری میں تشبیہات و استعارات، پاکلی پترا لیتھو پریس، پٹنہ، ۱۹۸۷ء، ص ۴۰
- 15- رتن ناتھ سرشار، ہزار داستان الف لیلہ کا فصیح و بلیغ اردو ترجمہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۲۲

- ۱6۔ ایضاً، ص: ۲۵
- ۱7۔ ایضاً، ص: ۲۷
- ۱8۔ ایضاً، ص: ۵۵
- 19۔ رتن ناتھ سرشار، ہزار داستان الف لیلہ کا فصیح و بلیغ اردو ترجمہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۵۲
- 20۔ ایضاً، ص: ۵۰
- 21۔ ایضاً، ص: ۸۳
- 22۔ رتن ناتھ سرشار، ہزار داستان الف لیلہ کا فصیح و بلیغ اردو ترجمہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۲۳
- 23۔ ایضاً، ص: ۲۵
- 24۔ ایضاً، ص: ۶۲

References:

- 1- AhrarNaqvi, Dr, “PandatRatanNathSirsharBhaseeat Novel Nagar”TayyabIqbalPrinter,Lahore,1999 , pg.51
- 2- Anwer Jamal, “AdbiIstilahaat” National Book Foundation, Islamabad ,1998, pg.53,54
- 3- Ahrar Naqvi, Dr,“PandatRatanNathSirsharBhaseeat Novel Nagar” TayyabIqbalPrinter,Lahore,1999 , pg.284
- 4- KaleemUdeen, “Fun -a - DastanGoie” SarfrazQumiPress,Lukhno, 1972, , pg. 152
- 5- Ibid ,pg. 284
- 6- Ghian Chand, Dr, “Urdu kiNasreeDastanae ” AnjamanaeTaraqi Urdu Pakistan,Karachi, 1984, pg. 44
- 7- RatanNathSarshar, “HazarDastanAlif Lailah KaFaseeh o Baligh Urdu Targuma” Sanga Meel Publications, Lahore,2011, pg 68
- 8- Ibid ,pg. 542
- 9- Ibid ,pg. 558
- 10- IntizarHussian, “GiniChuniTahrerain” (Lahore:Sangammel Publications,2006)Pg .58
- 11- RatanNathSarshar, “HazarDastanAlif Lailah KaFaseeh o Baligh Urdu Targima” Sanga Meel Publications, Lahore,2011, pg. 217
- 12- Ibid ,pg. 32
- 13- MuhsinJassim Ali, “The Arabian Night Reader: The Growth of Scholarly interest in Arabian Nights” Deto Wayne State University Press, America, 2006, pg. 12
- 14- RatanNathSarshar, “HazarDastanAlif Lailah KaFaseeh o Baligh Urdu Targima” Sanga Meel Publications, Lahore,2011, pg. 417
- 15- RatanNathSarshar, “HazarDastanAlif Lailah KaFaseeh o Baligh Urdu Targima” Sanga Meel Publications, Lahore,2011, pg. 22
- 16- Ibid ,pg. 25
- 17- Ibid ,pg. 27
- 18- Ibid ,pg. 55
- 19- RatanNathSarshar, “HazarDastanAlif Lailah KaFaseeh o Baligh Urdu Targima”

- 20- Sanga Meel Publications, Lahore,2011, pg. 22
21- Ibid ,pg. 50
22- Ibid ,pg. 83
23- RatanNathSarshar, “HazarDastanAlif Lailah KaFaseeh o Baligh Urdu Targima” Sanga Meel Publications, Lahore,2011, pg. 2323-Aezan,pg. 25
24- Ibid ,pg. 62